بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پندرہ شعبان کا روزہ

گزشتہ ماہ پندرہ شعبان کے روزے کے متعلق "واٹس ایپ" پر کچھ پیغامات اور کچھ پمفلٹ سننے اور پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ میں اسی وقت سے اس موضوع پر لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا لیکن عدیم الفرصتی کی وجہ سے ایسا نہ کر سکا۔

اس مسئلے پر اختلاف کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں "سرر شعبان" کے الفاظ آئے ہیں اور "سرر" کی تشریح میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ بعض ائمہ نے کہا اس سے "اول شعبان" مراد ہے، بعض نے کہا "وسط شعبان" اور بعض نے کہا "آخر شعبان"۔

اول شعبان: امام اوزاعیؒ اور امام سعید بن عبدالعزیزؒ نے کہا اس سے اول شعبان مراد ہے۔ (ابوداؤد ۲۳۳۰ و ۲۳۳۱)۔

آخر شعبان: امام اوزاعی اور سعید بن عبدالعزیز کے اقوال نقل کرنے کے بعد امام ابوداؤدؒ لکھتے ہیں۔ قال بعضهم سرہ وسطه وقالوا آخره۔ بعض نے کہا اس سے "وسط شعبان" مراد ہے اور بعض نے کہا اس سے "آخر شعبان" مراد ہے۔

سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر لوگوں کا کہنا ہے کہ اس سے "آخر مہینہ" مراد ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ "استسرار" سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں چھپ جانا۔ چونکہ آخر مہینے میں چاند چھپ جاتا ہے اس لئے آخر مہینے کو "سرر" کہتے ہیں۔ اور اس سے ۲۸ ویں، ۲۹ ویں اور ۳۰ ویں شب مراد ہے (فتح الباری، ج ۴، ص ۲۷۲)۔

وسط شعبان

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

قال وانکر بعضھم ھذا وقال المراد وسط الشھر قال وسرار کل شئ وسطہ قال ھذا القائل لم یأت فی صیام آخر الشھر ندب فلا یحمل الحدیث علیہ بخلاف وسطہ فانھا أیام البیض (شرح مسلم، ج ۸، ص ۵۳)۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے آخر مہینے کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے مہینے کا وسط مراد ہے۔ کیونکہ ہر چیز کے وسط کو "سرار" کہتے ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آخر مہینے کے روزوں کے بارے میں کوئی فضیلت وارد نہیں اس لئے اس حدیث کو آخر مہینے پہ محمول نہ کیا جائے۔ اس کے برخلاف اسے مہینے کے وسط پر محمول کیا جائے اس لئے کہ وہ "ایام بیض" ہیں (جن کے روزوں کی فضیلت احادیث میں وارد ہے)۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں

وقیل السرر وسط الشھر حکاہ ابوداود أیضا ورجحہ بعضھم ووجھہ بان السرر جمع سرۃ وسرۃ الشئ وسطہ ویؤیدہ الندب الی صیام البیض وھی وسط الشھر وأنہ لم یرد فی صیام آخر الشھر ندب بل ورد فیہ نھی خاص وھو آخر شعبان لمن صامہ لاجل رمضان ورجحہ النووی

اور کہا گیا ہے کہ "سرر" سے مراد مہینے کا وسط (درمیان) ہے۔ اسے بھی امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اور بعض لوگوں نے اسی کو ترجیح دی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ "سرر" جمع ہے "سُرَّۃ" کی اور سُرَّہ (ناف) کسی بھی چیز کے درمیان کو کہتے ہیں اور اس کی تائید ایام بیض کے روزوں کے استحباب سے بھی ہوتی ہے جو کہ مہینے کے وسط میں (۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کو) رکھے جاتے ہیں، جبکہ

مہینے کے آخر میں روزہ رکھنے کے استحباب کے بارے میں کوئی حدیث وارد نہیں بلکہ اس کے برعکس شعبان کے آخر میں تو روزہ رکھنے کی خاص ممانعت ہے جو رمضان کے (استقبال کے) لئے روزہ رکھتے ہیں۔ اور امام نوویؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے (یعنی مہینے کے درمیان کو)۔ (فتح الباری، جلد چہارم، صفحہ ۲۷۲)۔

محدثین کا اصول ہے الحدیث یفسّر بعضهٗ بعضاً۔ ایک حدیث دوسری حدیث کی تشریح کرتی ہے۔ اس اصول کے تحت ہم دیکھتے ہیں کہ کیا "سرر" کی تشریح کسی حدیث میں ملتی ہے۔ تو اس کی تشریح ہمیں صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ملتی ہے جو درج ذیل ہے

عن عمران بن حصین رض أنَّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم قال لهٗ أو قال لرجل وهو یسمع "یا فلان أصمتَ من سُرَّة هذا الشَّهر" قال لا۔ قال "فاذا افطرتَ فصم یومین"

حضرت عمران بن حصین رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ان سے یا کسی اور شخص سے فرمایا "یا فلاں۔ کیا تم نے اس مہینے کی "سُرّہ" میں روزہ رکھا؟"۔ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا جب تم افطار کرلو (یعنی رمضان کے بعد) تو تم دو دن کے روزے رکھ لینا۔ (صحیح مسلم ۲۷۴۵)۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں هكذا هو في جميع النسخ من سُرَّةِ هذا الشَّهر بالهاء بعد الراء (شرح مسلم، ج ۸، ص ۴۹)۔ یعنی صحیح مسلم کے تمام نسخوں میں اسی طرح ہے "سُرّہ" یعنی "را" کے بعد "ہاء" ہے۔ (شرح صحیح مسلم۔ ج ۸، ص ۴۹)۔

اس حدیث سے دوسری حدیثوں کی تشریح ہوگئی جن میں "سرر" کا لفظ آیا ہے کہ "سرر" سے مراد "سُرّہ" یعنی وسط یا درمیان ہے۔

چنانچہ امام نوویؒ مزید لکھتے ہیں۔

ویعضد من فسرہ بوسطہ الروایۃ السابقۃ فی الباب قبلہ "سرّۃ ھذا الشّھر" وسرارۃ الوادی وسطہ وخیارہ وقال ابن السکیت سرار الارض اکرمھا و وسطھا وسرار کل شیئ وسطہ وافضلہ فقد یکون سرار الشھر من ھذا

جن لوگوں نے "سرر" کی تشریح وسط (یا درمیان) سے کی ہے ان کی بات کو اس سے پہلے والے باب کی روایت سے ہوتی ہے جس میں "سرّۃ ھذا الشھر" کے الفاظ ہیں۔ اور "سرارۃ الوادی" کا مطلب ہے وادی کا درمیان اور اچھا حصہ۔ اور ابن سکیت نے کہا کہ "سرار الارض" کا مطلب ہے زمین کا اچھا اور درمیانی حصہ، اور کسی بھی چیز کے "سرار" کا مطلب ہے اس کا درمیانی اور افضل (بہتر) حصہ۔ پس "سرار الشھر" بھی اسی قبیل سے ہے (یعنی سرار الشھر کا مطلب بھی مہینے کا وسط یا درمیانی حصہ ہے (شرح صحیح مسلم، ج ۸، ص ۵۳-۵۴)۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

ایک صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ ایام بیض کے تو تین روزے ہوتے ہیں ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کے۔ پھر آپ نے اس سے صرف پندرہ تاریخ کا ایک روزہ کیوں مراد لیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سرر شعبان کی حدیث میں ایام بیض کا کوئی تذکرہ نہیں۔ ایام بیض کا تذکرہ بعض لوگوں نے ضمناً کیا ہے۔ اور ہماری دلیل کا مدار ان کے اس قول پر نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ "فصم یومین مکانہٗ" (صحیح مسلم ۲۷۵۲) مکانہ میں واحد کی ضمیر ہے یعنی "اس ایک روزے کی جگہ دو روزے رکھنا"۔ پس اس حدیث کے الفاظ مکانہ سے ثابت ہوا کہ سرر شعبان کا صرف ایک روزہ ہے تین نہیں۔

"سررِ شعبان" یا "سرۃ شعبان" کی تشریح میں شروع سے ائمہ کا اختلاف چلا آرہا ہے۔ جو وسط شعبان کہتے ہیں ان کے پاس بھی اپنے دلائل ہیں اور جو آخر شعبان کہتے ہیں ان کے بھی اپنے دلائل ہیں۔ لیکن یہ اختلاف ایسا نہیں جس کی بنا پر کسی کے خلاف محاذ کھولا جائے یا اسے مطعون کیا جائے۔ اگر وسط شعبان کہنے والوں کو مطعون کرنا ہے تو پہلے امام اوزاعیؒ، امام سعید بن عبدالعزیزؒ امام نوویؒ کو مطعون کرو کیونکہ وہ بھی وسط شعبان کے قائل ہیں۔ آپ کی توپوں کا رخ صرف جماعت المسلمین کی طرف کیوں؟ جماعت نے کوئی نئی بات تو نہیں کہی۔ جماعت نے جو بات کہی وہ پہلے بھی ائمہ کہہ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعْدِلُوا (المآئدۃ ۔ ۸)۔

جبکہ حدیث کے الفاظ دونوں معنوں کے متحمل ہیں تو ہر ایک کو اس کی سمجھ کے مطابق عمل کرنے دیں۔ اپنی سمجھ دوسروں پر کیوں مسلط کرنا چاہتے ہیں؟ آپ نے دیکھا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا تھا کہ تم میں سے کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے جب تک وہ بنی قریظہ کی بستی میں نہ پہنچے۔ لیکن عصر کی نماز کا وقت ان کے بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے ہی ہو گیا۔ بعض صحابہؓ نے کہا کہ ہم جب تک بنو قریظہ نہ پہنچیں نماز نہ پڑھیں گے خواہ نماز کا وقت نکل جائے۔ بعض صحابہؓ نے کہا کہ ہمیں نماز پڑھ لینی چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ نہیں تھا کہ خواہ نماز کا وقت نکل جائے مگر تم نماز نہیں پڑھنا)۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی گئی تو آپؐ نے کسی کو کچھ نہیں فرمایا (صحیح بخاری ۹۴۶، صحیح مسلم ۴۶۰۲)۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کا منشا یہ ہے کہ ہر شخص احکامِ شریعت پر اپنی سمجھ کے مطابق عمل کرے۔ نہ خود کسی کی تقلید کرے اور نہ دوسروں کو اپنی سوچ کا پابند بنائے۔ اور نہ فہم کے معمولی اختلاف کو کسی پر طعن کرنے کا جواز بنائے۔

میں یہ مضمون لکھ چکا تھا کہ مجھے یاد آیا کسی نے یہ بھی لکھا تھا کہ فتح الباری اور نیل الاوطار جماعت المسلمین کے نزدیک مستند شرحیں ہیں۔ جی بالکل یہ شرحیں مستند ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی سو فیصد باتیں صحیح ہیں۔ یہ تو ہر مسئلے کے متعلق ائمہ کے اقوال جمع کر دیتے ہیں۔ اب یہ ۱۵ شعبان کے روزے کا معاملہ ہی دیکھ لیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے بھی دونوں طرف کے دلائل بیان کر دیئے ہیں اور ان کے بعض اقوال ہم نے اوپر نقل کئے۔ اسی طرح نیل الاوطار میں بھی لکھا ہے

وقیل السرر وسط الشہر حکاہ ابوداود ورجحہ بعضہم ووجہہ بأن السرر جمع سرۃ وسرۃ الشیء وسطہ (نیل الاوطار ج ۴ ص ۲۶۰)

ہم بھی یہی کہتے ہیں جو نیل الاوطار جیسی مستند شرح میں لکھا ہے پھر اعتراض کس بات پر؟ علامہ شوکانیؒ نے بھی تو یہی لکھا ہے کہ "کہا گیا ہے کہ سرر کا مطلب وسط مہینہ ہے۔ اسے امام ابوداؤدؒ نے نقل کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سرر جمع ہے "سرہ" کی اور کسی چیز کا "سرہ" اس کا وسط ہوتا ہے"۔ (نیل الاوطار ج ۴۔ ص ۲۶۰)

یہی بات حافظ ابن حجرؒ نے بھی فتح الباری میں لکھی ہے جیسا ہم نے صفحہ ۲ پہ نقل کیا۔ اور امام نوویؒ نے بھی ایسی ہی بات لکھی ہے۔ آپ بھی ان شرحوں کو مستند سمجھتے ہوں گے تو آپ ان کی بات کو ہی مان لیجئے۔

وسط شعبان اور آخر شعبان کے دلائل کو اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو وسط شعبان کے دلائل زیادہ قوی معلوم ہوتے ہیں۔ "آخر شعبان" صرف لغت سے ثابت ہے جبکہ "وسط شعبان" لغت سے بھی ثابت ہے اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ فللّٰہ الحمد۔



۱۷ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ
۲ جون ۲۰۱۸ء